سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں بچوں کی نفسیات کا تحقیقی جائزہ

Analytical Study of Children's Psychology in the Light of Sērah

*محمد عبدالحق

**پروفیسر ڈاکٹر عطاء الرحمٰن

Abstract

Psychology is an interesting subject. It is necessary for understanding the basic attitude and behavior of human beings. Since human attitude and behavior that take shape in early childhood, therefore, special attention is focused on the positive upbringing of kids. In this connection, the Prophet (peace be upon him) has enlightened the Ummah regarding the fundamental psychological principles, applying which positive attitude can be cultivated and developed in kids. This research article brings those principles under discussion.

Keywords: Psychology, Children, Qur'ān, Sunnah

*ایم فل اسکالر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ

** ڈین فیکلٹی آف آرٹس اینڈ ہیومینیٹیز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ

نفسیات ایک دلچسپ موضوع ہے یہ انسان کے بنیادی رویے کے بارے میں جاننے میں مدد دیتا ہے اسی لیے ماہرین آئے دن انسانی نفسیات کے پوشیدہ راز جاننے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اس حوالے سے نت نئے انداز کا سہارا لیتے ہیں نفسیات ایک بہت وسیع علم ہے اس میں انسانی عقل وفطرت اور رویوں پر تحقیق کی جاتی ہے اور ان کے بارے میں آگاہی حاصل کی جاتی ہے [1] موضوع کی مناسبت سے سب سے پہلے ہم نفسیات کی لغوی تعریف بیان کرتے ہیں۔

نفسیات کی لغوی تعریف: لغوی تحقیق: نفسیات نفسیۃ کی جمع ہے جسکا معنٰی ہے ذہنیت، نفسیۃ نفس کی مؤنث ہے تلفظ کے اعتبار سے اسے دو طرح سے پڑھ سکتے ہیں (ا) نَفس ف کے سکون کے ساتھ جسکا معنٰی ہے روح، جان، شخصیت (ب) نَفَس ف کے فتحہ کے ساتھ، جس کا معنٰی ہے سانس، خوشگوار ہوا[2]۔

نفسیات کے لئے انگریزی زبان میں سائیکالوجی (Psychology) کا لفظ استعمال ہوتا ہے در حقیقت یہ لفظ دو یونانی لفظوں "Psyche" اور "Logos" سے مل کر بنا ہے۔

یونانی زبان میں "Psycho" کا لفظ نفس، روح اور ذہن وغیرہ مختلف معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور "logy" کا لفظ علم، وضاحت اور تشریح کے لئے استعمال ہوتا ہے یوں یونانی زبان میں "Psychology" کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ "روح کا علم" یعنی وہ علم جس میں روح کے مباحث کو بیان کیا جاتا ہے [3]۔

نفسیات کی اصطلاحی تعریف:

The scientific study of the behavior of individuals and their mental processes is called psychology.[4]

ترجمہ: اس تعریف کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے کردار اور اس کے ذہنی عمل کے سائنسی مطالعہ کو نفسیات کہا جاتا ہے۔

بچپن کی تربیت کی اہمیت: انسان اپنی زندگی میں کئی مراحل سے گذرتا ہے انسان کا پہلا دور بچپن کا ہوتا ہے ماہرین نفسیات کے نزدیک یہ دور بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے اور یہ ماہرین زیادہ تر بچپن کے معاشریت کے عامل پر بحث و تحقیق کرتے ہیں، کیونکہ بچپن ہی سے انسانی طرزِ زندگی کی بنیاد پڑتی ہے چنانچہ اگر ہم غور سے بچوں کا مطالعہ کریں تو یہ بات صاف طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ بچے بچپن ہی سے زندگی کا معنٰی اور س کا مقصد جاننے کی کچھ نہ کچھ کوشش کرتے ہیں بچے ماحول اور

معاشرے میں اپنی قابلیتیں، قوتیں اور صلاحیتوں کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں اور پانچ سال کی عمر میں ایک خاص طرزِ زندگی اپنانے لگتے ہیں اور ایک مخصوص طریقے سے اپنے مسائل حل کرنے لگتے ہیں عموماً اس عمر میں پہنچ کر بچے یہ بات سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ دوسرے لوگ ان سے کیا توقعات رکھتے ہیں؟ نیز انہیں دوسروں سے کیا توقعات ہیں؟ خلاصہ یہ کہ عموماً اس عمر میں بچے دنیا کو ایک پائیدار ادراکی نظام کے تحت دیکھتے ہیں[5] چنانچہ انسانی فطرت کی رو سے بچپن کا زمانہ ہی آئندہ کی پوری زندگی کے لئے بنیاد رکھنے کا وقت ہے، یہی دور بچے کے ذہن سازی کا ہوتا ہے اس وقت جیسا ذہن بنے گا زندگی کے بقیہ مراحل جوانی اور بڑھاپے تک اس کے اثرات باقی رہیں گے اگر بچے کے کردار و خلاق کو اچھی تربیت کے سانچے میں ڈھالا جائے گا تو یہ آئندہ زندگی میں اس کے لئے ایک مفید سرمایہ ہوگا اور اگر شروع ہی میں بری خصلتیں جڑ پکڑ گئیں تو آگے چل کر اصلاح کا عمل ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو جائے گا[6] چونکہ بچہ دودھ پینے کے زمانے ہی سے والدین کے تعلقات، ان کے رویے اور تربیت کے طریقوں سے متاثر ہوتا ہے اسی طرح بچپن میں بچے کی شخصیت پر خاندانی رویوں، رجحانات اور اقدار کا بھی اثر ہوتا ہے نیز نفسیاتی اعتبار سے اس زمانہ کے دیگر تجربات بھی بہت اہم ہوتے ہیں اس وجہ سے ماہرین اسے زیادہ اہمیت دیتے ہیں[7] اس حوالے سے سیرت نبوی ﷺ کی تعلیمات سے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے۔

كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَثَلِ البَهِيمَةِ تُنْتَجُ البَهِيمَةَ هَلْ تَرَى فِيهَا جَدْعَاءَ[8]-

ترجمہ: ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جس طرح کہ جانور صحیح سالم بچہ جنتا ہے۔ کیا تم نے کوئی کان کٹا ہوا بچہ بھی دیکھا ہے؟۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر انسان کی پیدائش فطرت پر ہوتی ہے پھر معاشرتی عوامل میں سے ایک عامل اس کی نفسیات پر اثر انداز ہو کر اس کے طرز زندگی کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔

بچوں کی تربیت کے نفسیاتی اصول:

(1) پرتپاک استقبال کرنا: کسی بھی انسان کی آمد کے موقع پر گرمجوشی سے اس کا استقبال کرنا اس کے دل جیتنے کا آسان طریقہ ہے، اور بچے اس انسان سے زیادہ جلدی مانوس اور خوش ہوتے ہیں جو، ان سے پیار کرے اس وجہ سے آپ ﷺ بچوں کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ کے بازاروں

میں سے ایک بازار میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ واپس ہوئے تو میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ واپس ہوا، آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا بچہ کہاں ہے؟ حسن بن علی[9] کو بلاؤ، وہ آرہے تھے اوران کی گردن میں ہار پڑا تھا نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور حسنؓ نے بھی اپنا ہاتھ پھیلایا اور وہ نبی کریم ﷺ سے لپٹ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور ان سے بھی محبت کر جو اس سے محبت رکھیں۔ ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کے بعد کوئی بھی شخص مجھے حسن بن علیؓ سے زیادہ پیارا نہیں تھا[10]۔

(2)صحبت : اولاد کی تربیت میں صحبت ایک بہت بڑا عنصر ہے کیونکہ ایک دوست دوسرے دوست کا آئینہ دار ہوتا ہے اور وہ ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھتے ہیں لہٰذا جب بچے اپنے ہم عمر ساتھیوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے لگے تو والدین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو نیک بچوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی تاکید کریں اوران کی اخلاق وعادات کی نگرانی کریں اور یہ بھی کوشش کریں کہ مختلف مواقع پر بچے کو اپنے ساتھ رکھیں کیونکہ یہ بھی بچوں کا ایک حق ہے کہ وہ بڑوں کے ساتھ اٹھ بیٹھ کر تہذیب سیکھ کر اپنی عادات سنوارے اس حوالے سے آپ ﷺ کا طرزِ عمل یہ تھا کہ آپ ﷺ زندگی کے مختلف مراحل میں بچوں کو اپنے ساتھ رکھتے تھے اس معاملے میں آپ ﷺ کو ادنیٰ تامل بھی نہ تھا اور نہ ہی کوئی تکلف تھا، نہ کبھی کسی قسم کی ناگواری کا اظہار کیا[11] چنانچہ بخاری کی روایت ہے،

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلِأَبِي العَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا[12]

ترجمہ: آپ ﷺ امامہ بنتِ زینبؓ[13] کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھتے تھے اور سجدے میں جاتے وقت اسے رکھ دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو پھر اٹھا لیتے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ[14] سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور یہ مومن کی مانند ہے، بتاؤ یہ کون سا درخت ہے؟ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں، لوگ اسے جنگلوں کے درختوں میں ڈھونڈنے لگے اور میرے دل میں آیا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔ لیکن اپنی کم عمری کی وجہ سے نہ بولا پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام کے پوچھنے پر خود ہی بتادیا کہ یہ کھجور کا درخت ہے پھر میں نے اپنے والد حضرت

عمرؓ کو وہ بات بتائی جو میرے دل میں آئی تھی، تو اس پر انہوں نے کہا اگر تم نے یہ بات بتادی ہوتی تو یہ مجھے اس سے زیادہ عزیز ہوتی کہ میرے پاس اس اس طرح کا مال اور یہ یہ چیزیں ہوتیں[15]۔

اس واقعہ سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ بڑوں کو چاہیئے کہ وہ مختلف مواقع پر چھوٹے بچوں کو اپنے ساتھ رکھے تاکہ بچپن ہی سے وہ آدابِ مجلس سیکھ لیں بلکہ احادیث میں تو یہاں تک تذکرہ آیا ہے کہ صحابہ کرامؓ اپنے دودھ پیتے بچے آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر آتے اور بسا اوقات وہ آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر لیتے لیکن آپ ﷺ نے کبھی بھی ناگواری کا اظہار نہیں کیا چنانچہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔

أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ، فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ[16]

ترجمہ: ایک بچہ آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو اس نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کیا آپ ﷺ نے پانی منگوا کر اس پر بہایا۔

(3) بچوں کا دل خوش کرنا: بچوں کے معصوم ذہنوں پر خوشی اور مسکراہٹ بہت گہرا اثر ڈالتی ہے بچے فطری طور پر خوش دلی اور انبساط کو بہت چاہتے ہیں بچے جب اپنے والدین اور دیگر قریبی رشتہ داروں کے چہروں پر خوشی کے آثار دیکھتے ہیں تو اس سے ان کی طبیعتوں میں بھی چستی اور تازگی پیدا ہوتی ہیں جس کی بناء پر ان میں سیکھنے کا عمل تیز ہوتا ہے چنانچہ آپ ﷺ بچوں کے دل خوش کرنے کے لئے مختلف انداز اختیار فرماتے تھے[17] لہٰذا ہم ذیل میں انہیں درج کرتے ہیں۔

(4) بچوں کو اہمیت دینا: بچوں کے ساتھ میل جول رکھنا انتہائی اہمیت کا حامل ہے جب ان کے ساتھ خوشگوار انداز میں میل جول رکھا جائے اور انہیں اہمیت دی جائے تو بچے پر اس کے عمدہ اثرات پڑتے ہیں اس کا ایک نفسیاتی فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ بچہ آپ کو توجہ دے گا آپ کی بات غور سے سنے گا اور دوسرا نفسیاتی فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے بچے آگے چل کر مستقبل میں خود بھی کشادہ دل واقع ہوتے ہیں اور پھر وہ دوسروں کو بھی اہمیت دیتے ہیں صرف اپنی ذات تک محدود نہیں رہتے ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ[18] سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ سفر سے واپس آتے تو اپنے گھر کے بچوں سے ملتے ایک مرتبہ جب آپ ﷺ سفر سے واپس تشریف لے آئے تو مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں

حاضر کیا گیا تو آپ ﷺ نے مجھے اپنی سواری پر اپنے آگے بٹھا لیا پھر آپ ﷺ کے نواسوں میں سے کسی ایک کو لایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے اپنے پیچھے سوار کر لیا[19]۔

دیکھئے اس موقع پر آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کو وہی اہمیت دی جو اپنے نواسوں کو دیا کرتے تھے جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ زندگی بھر اس واقعہ کو نہ بھولے اور اسے بہت خوشی خوشی بیان کرتے تھے۔

(5) بچے کے سر پر دستِ شفقت پھیرنا: بچوں کی فطرت ہے کہ جب ان سے پیار کیا جاتا ہے مثلاً سر پر ہاتھ پھیرا جائے تو وہ بہت زیادہ خوشی اور اپنائیت محسوس کرتے ہیں چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ انصاریوں کے ہاں آتے تو بچوں کو بھی سلام کرتے اور ان کے سر پر دستِ شفقت رکھتے[20] اسی طرح آپ ﷺ سر پر ہاتھ پھیرنے کے ساتھ ساتھ کبھی کبھار بچے کے رخساروں پر دستِ مبارک پھیرتے اس سے بچوں کو اور بھی زیادہ دلی محبت کا احساس ہوتا چنانچہ حضرت جابر بن سمرۃؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی جب آپ مسجد سے باہر نکلنے لگے تو میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ نکلا باہر آ کر بچے آپ ﷺ سے ملنے لگے آپ ﷺ تمام بچوں سے ملے اور ن کے چہروں پر ہاتھ پھرا میرے چہرے پر بھی آپ ﷺ نے ہاتھ پھیرا تو مجھے آپ ﷺ کے ہاتھوں میں ایسی خوشبو اور ٹھنڈک محسوس ہوئی گویا کہ عطار کا عطردان ہو[21]۔

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کو اپنائیت کا احساس دلانا، ان کے سر اور چہرے پر ہاتھ پھیرنا سنتِ نبوی ہے نیز اپنے اور پرائے تمام بچوں کے ساتھ شفقت اور محبت کا رویہ رکھنا چاہئے اور یہ رویہ یکساں سلوک کا حامل ہونا چاہئے تاکہ بچوں کے معصوم ذہنوں پر منفی اثرات نہ پڑے۔

(6) بچوں کو چومنا: بچوں کی محبت اور اپنائیت حاصل کرنے میں بچے کا بوسہ لینا ایک اہم عنصر ہے اس سے بڑے اور چھوٹے کے درمیان محبت پیدا ہو جاتی ہے بچہ یہ سمجھتا ہے کہ بڑا اسے چاہتا ہے جس سے بچے کے دل ودماغ پر اچھے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں اور محبت ملنے کی وجہ سے وہ دوسروں کے ساتھ بھی محبت سے پیش آنے لگتا ہے[22] چنانچہ حضرت عائشہؓ[23] سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں کچھ دیہاتی حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا آپ ﷺ اپنے بچوں کو بوسہ دیتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا! ہاں اس پر انہوں نے کہا کہ ہم تو ایسا

نہیں کرتے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس میں میرا کوئی اختیار نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے دل سے رحم نکال دیا ہے اسی طرح ایک موقع پر آپ ﷺ نے حضرت حسن کو چوما تو اقرع بن حابسؓ نے کہا کہ میرے تو دس بچے ہیں میں نے تو انہیں کبھی نہیں چوما اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا[24]۔

(7) بچوں کے ساتھ ہنسی مذاق اور دل لگی کرنا: بچے خود ہنس مکھ ہوتے ہیں اور معصوم حرکتیں کر کے بڑوں کی ہنسی اور خوشی کا ذریعہ بنتے ہیں بچے جس معصومانہ انداز میں بڑوں کے ساتھ ہنسی مذاق اور دل لگی کرتے ہیں ٹھیک اسی طرح وہ بڑوں سے بھی اس امر کی امید رکھتے ہیں کہ بڑے بھی ان کی نفسیات کا خیال رکھے چنانچہ آپ ﷺ نے بچوں کی اس فطرت کا بھی خیال رکھا ہے چنانچہ آپ ﷺ ابو عمیرؓ سے ہنسی مذاق کی باتیں کیا کرتے تھے ایک روز جب آپ ﷺ تشریف لائے تو ابو عمیر کو غمگیں دیکھا آپ ﷺ نے ان سے پوچھا ابو عمیر! تم غمگیں نظر آرہے ہو، کیا ہوا ہے؟ تو گھر والوں نے بتایا کہ اس کا ایک بلبل تھا جس کے ساتھ یہ کھیلتا تھا وہ مر گیا ہے یہ سن کر آپ ﷺ فرمانے لگے اے ابو عمیر بلبل کا کیا بنا؟[25] اسی طرح حضرت جابرؓ[26] سے مروی ہے کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ موجود تھے کہ ہمیں کھانے کے لئے بلایا گیا راستے میں آپ ﷺ کا نواسہ حضرت حسینؓ[27] دیگر بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا تو آپ ﷺ دیگر لوگوں سے آگے بڑھے اور حسین کو پکڑنے کے لئے اپنے ہاتھ پھیلا لئے تو وہ اِدھر اُدھر بھاگنے لگے آپ ﷺ انہیں ہنساتے رہے یہاں تک کہ انہیں پکڑ لیا اور گلے سے لگا کر بولے حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں جو بھی اس سے محبت رکھے اللہ اس سے محبت رکھے حسن اور حسین میرے نواسے ہیں اسی طرح آپ ﷺ حضرت انسؓ[28] کو از راہِ مذاح "یا ذَا الأُذُنَیْنِ" اے دو کانوں والے کہہ کر بلاتے تھے، نیز انہیں ابو بقلہ بھی فرماتے کیونکہ وہ سبزی توڑ کر لاتے تھے[29]۔

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ بچوں کی نفسیات کی رعایت رکھتے ہوئے ان کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا، ان سے دل لگی کی باتیں کرنا آپ ﷺ کی سنت ہے۔

(8) بچوں کو کچھ نہ کچھ تحفہ دینا: انسانی طبائع پر تحفوں کا بڑا اثر پڑتا ہے کسی بھی معاشرے میں دوسرے فرد کی محبت اور توجہ حاصل کرنے کا آسان طریقہ اسے ہدیہ دینا ہے چنانچہ اسی انسانی فطرت کا لحاظ کرتے ہوئے آپ ﷺ کا فرمان ہے "تَهَادُوا تَحَابُّوا"[30] یعنی آپس میں ایک دوسرے کو ہدیے دیا کرو اس سے تمہارے درمیان محبت بڑھے گی۔

آپ ﷺ نے بچوں کے حوالے سے بھی اس اصول پر عمل کیا ہے چنانچہ حضرت ابوھریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کی خدمت میں موسم کا پہلا پھل لایا جاتا تو اولا آپ ﷺ برکت کی دعا فرماتے تھے اور پھر وہ پھل اس مجلس میں موجود سب سے کم عمر بچے کو بطورِ ہدیہ کے دیتے تھے[31]۔

(9)بچوں کے ساتھ کھیل کود: اچھلنا، کودنا، دوڑنا اور کھیل کود کسی بھی بچے کی زندگی کے لازمی اجزاء ہوتے ہیں بظاہر تو یہ تمام سرگرمیاں فضول دکھائی دیتی ہیں لیکن حقیقتاً یہی چیزیں اس کے جسمانی و نفسیاتی قوتوں کی تکمیل کا ذریعہ بنتی ہیں ، کھیل کود کے نتیجے میں ایک طرف تو اس کے جسمانی قواء مظبوط اور توانا ہوتے ہیں تو دوسری طرف کھیل کود میں ذہن کے استعمال سے اس کے غور و فکر کی نشو نما اور تخلیقی قوتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور یوں رفتہ رفتہ اس کی فطری پوشیدہ صلاحیتیں ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں جو آگے چل کر اس کی شخصیت کی تکمیل میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

بچوں کی شخصیت نکھارنے اور ان مناسب تربیت کے لئے ان کے ساتھ کھیل کود ایک بنیادی امر ہے اپنی اولاد کے ساتھ کھیلنے کا ایک نفسیاتی فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اولاد کو خوشی اور فرحت حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے کام کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے والدین سے تعلق مزید مضبوط بن جاتا ہے دوسرا نفسیاتی فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بچے فطرتاً کمزور ہوتے ہیں لیکن جب وہ بڑوں میں قوت کا مشاہدہ کرتے ہیں تو وہ بھی بڑوں جیسا بننا پسند کرتے ہیں اس کے لئے وہ بڑوں کا طریقہ ءکار اختیار کرتے ہیں۔ آج کل بچوں کے تربیتی پروگراموں میں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ والدین اپنی اولاد کے ساتھ کھیل کود میں شرکت کریں اور اسے والدین کی ذمہ داریوں میں شمار کیا جاتا ہے تاہم آپ ﷺ نے آج سے چودہ سو صدیاں قبل اپنی امت کو عملاً ایسا کر کے دکھایا۔ آیئے ذیل میں اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ عبداللہ بن عباسؓ[32] اور عبیداللہ بن عباسؓ کو ایک قطار میں کھڑا کرتے اور ان سے فرماتے تھے "جو پہلے مجھ تک پہنچے گا اسے یہ یہ انعام ملے گا" تو وہ دونوں دوڑ پڑتے اور آپ ﷺ کے سینہ مبارک اور پیٹھ پر چڑھتے آپ ﷺ انہیں بوسہ دیتے اور اپنے ساتھ چمٹا لیتے۔ اسی طرح حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ آپس میں الجھ رہے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا شاباش حسین! حسن کو پکڑیئے حضرت علیؓ نے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ حسن کی مخالفت کر رہے ہیں جبکہ وہ تو حسینؓ سے بڑے ہیں

توآپ ﷺ نے انہیں جواب دیا کہ دراصل جبرئیل حسنؓ کو شاباش دے رہے ہین اس لئے میں نے حسینؓ کو شاباش دی[33]۔

آپ ﷺ کا بذاتِ خود بچوں سے کھیلنا: آپ ﷺ خود بھی بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے آپ ﷺ اپنے دونوں نواسوں کو اپنی پیٹھ پر سوار کر لیتے تھے چنانچہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ ﷺ کے دونوں نواسے آپ ﷺ کی پیٹھ پر سوار ہیں اور آپ ﷺ چار پاؤں پر چل رہے ہیں اور آپ ﷺ دونوں سے فرمارہے تھے کہ تمہاری سواری بہت اچھی سواری ہے اور تم دونوں بہت اچھے سوار ہوں[34]۔

(10) بچوں میں مقابلہ کروانا اور انعام سے نوازنا: کسی بھی انسان میں تحریک اور فعالیت پیدا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ دوسرے سے اس کا مقابلہ کرایا جائے اور چھوٹے بچوں میں تو اس کا اثر اور بھی زیادہ ہوتا ہے ان میں بہت سی مختلف قوتیں اور جذبات پوشیدہ ہوتی ہیں اور یہ چیزی اس وقت ظاہر ہوتی ہیں جب ان بچوں کا دوسروں سے مقابلہ کروایا جائے آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر بچوں میں مقابلہ بازی کے جذبے کو ابھارا کرتے تھے اور یہ مقابلہ کبھی تو فکری صورت میں ہوتا تھا اور کبھی جسمانی دوڑ وغیرہ کی صورت میں ہوتا تھا، مقابلہ بازی کا ایک اور نفسیاتی فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ یہ اجتماعیت پسندی کو پروان چڑھاتی ہے نیز اس سے مسائل زندگی کو سمجھنے اور اسے حل کرنے کے طریقے سکھاتی ہے[35]۔

اس اندازِ تربیت کا اثر: بچپن میں جب بچے کے ساتھ گھل مل کر کھیلا جائے اور اس کے ساتھ مشفقانہ رویہ رکھا جائے تو اس سے بچے میں خود اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے جو آگے چل کر مستقبل میں اس کی زندگی پر بہتر نفسیاتی اثرات ڈالتی ہے کیونکہ جب ہم کسی بچے کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ کرتے ہیں تو ایسا کرنے سے اس کے دل سے احساس محرومی کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں اور اس کی جگہ خود اعتمادی اور حوصلہ مندی پیدا ہو جاتی ہے جس سے بچے کے اندر پوشیدہ فطری صلاحیتیں بیدار ہو جاتی ہیں[36]۔

(11) لڑکیوں کو بھی لڑکوں کے برابر توجہ دینا: آج کے اس جدید دور میں بھی لڑکیاں عموماً کمزور سمجھی جاتی ہیں اور لڑکوں کے مقابلے میں انہیں اہمیت بھی کم دی جاتی ہیں جبکہ جاہلیت کے زمانے میں تو ان پر اور زیادہ مظالم ڈھائے جاتے تھے عرب کے کئی قبائل میں لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا عام تھا، لڑکیوں کی پیدائش پر غمگیں ہونا تو آج بھی

ہمارے معاشرے میں عام ہے زمانہء جاھلیت میں جب کسی شخص کو بیٹی کی پیدائش کی خبر دی جاتی تھی تو باپ کے تاءثرات کو قرآن کریم نے اس انداز میں بیان کیا ہے.

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ - يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ [37]

ترجمہ: جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو سارا دن اس کا چہرہ بے رونق رہتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے اور جس چیز کی اس کو خبر دی گئی ہوتی ہے اس کی عار سے لوگوں سے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے آیا اسے ذلت کی حالت میں لیے پھرتا رہے یا مٹی میں گاڑدے۔ خبردار ان کی تجویز کیسی بری ہے۔

ایسے تاریک دور میں آپ ﷺ نے والدین کو لڑکیوں کے متعلق صحیح تعلیمات سے روشناس کرایا ان سے محبت اور موانست کے برتاؤ کا حکم دیا اور بچیوں کی پیدائش پر تنگ دل ہونے کو مشرکانہ طرزِ عمل ہے قرار دیا ہے لہٰذا بچیوں کی پیدائش پر ناگواری کا اظہار جائز نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنے سے انسان اپنے رب کی ناشکری کرتا ہے کیونکہ لڑکا ہو یا لڑکی، دینے والی ذات تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے [38]۔

لڑکیوں کی پرورش پر زیادہ اجروثواب ملتا ہے: عربوں کے معاشرے میں لڑکیوں کو زندہ دفن کیا جاتا تھا، آپ ﷺ نے اس مشرکانہ طرزِ عمل کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے بچیوں کی پرورش کی حوصلہ افزائی کی ہے چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ وَضَمَّ أَصَابِعَهُ [39]

ترجمہ: جس کسی نے دو لڑکیوں کے بالغ ہونے تک پرورش کی تو وہ اور میں روزِ قیامت ان دو انگلیوں کی طرح اکھٹے ہونگے یہ فرما کر آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو باہم ملا دیا۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے جس کسی کو لڑکیوں کے ذریعے آزمایا جائے اور پھر وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو یہ عمل اس کے لئے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہو گا، [40]۔

اچھا سلوک کیا ہے؟: اچھے سلوک کی عمدہ تعبیر خود آپ ﷺ سے ایک حدیث میں منقول ہے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا، وَلَمْ يُهِنْهَا، وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا، قَالَ: يَعْنِي الذُّكُورَ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ [41]

ترجمہ: جس کسی کی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے اور نہ ہی لڑکے کو اس پر ترجیح دے تو ایسے شخص کو اللہ تعالی جنت میں داخل کرینگے یعنی اولاد کی ضروریات پورا کرنے میں کوئی امتیازی سلوک نہ کرے، کھانے پینے، رہنے سہنے میں تمام اولاد کو یکساں رکھے اسی طرح تعلیم وتربیت وغیرہ تمام امور میں دونوں کو برابر رکھے۔

لڑکیوں کی پرورش پر زیادہ اجر کی وجہ: شریعت نے لڑکیوں کی پرورش پر جو اجر مقرر کیا ہے اتنا لڑکوں کی پرورش پر نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نرینہ اولاد کی پرورش اس امید پر کی جاتی ہے کہ وہ بڑھاپے میں سہارا بنے گی اور لڑکیاں تو دوسرے گھروں کی امانت ہوتی ہیں تو ان کی پرورش صرف خالصۃً اللہ تعالی کی رضا کے لئے ہوگی اس لئے اس پر زیادہ ثواب ملے گا[42]۔

(12) تمام اولاد میں برابری سے کام لینا: آپ ﷺ نے اولاد کے معاملے میں برابری نہ کرنے کو ظلم قرار دیا ہے چنانچہ ایک روایت ہے کہ ایک صحابیؓ کی بیوی نے اپنے شوہر سے کہا، اپنا غلام میرے بیٹے کو دے دیں اور رسول اللہ ﷺ کو اس بات پر میرے لیے گواہ بنا دیں، تو بشیرؓ [43]، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا میری بیوی نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ میں اس کے بیٹے کو غلام ہبہ کردوں اور اس پر آپ ﷺ کو گواہ بنالوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس کے اور بھی بھائی ہیں؟ تو انہوں نے کہا، ہاں، تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم نے سب کو ایسا ہی غلام دیا ہے جیسا اسے دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو درست نہیں اور میں تو صرف حق بات ہی کی گواہی دے سکتا ہوں[44]۔

واضح رہے کہ "تمام اولاد میں برابری کرنا" ان کی تربیت کے حوالے سے ایک اہم بنیادی چیز ہے، اولاد میں سے کسی کو نوازنا اور کسی کو بالکل محروم کرنا یا کم دینا جائز نہیں اگر اولاد میں برابری سے کام نہ لیا جائے تو اس کئی خرابیاں جنم لیں گی۔

1۔ اولاد میں باہمی دشمنی پیدا ہوگی۔

2۔ نوازنے جانے والے میں تکبر اور احساسِ برتری پیدا ہوگا۔

3۔ محروم ہونے والے میں احساسِ کمتری پیدا ہوگا۔

4۔ محروم ہونے والے میں والدین سے بغض پیدا ہوگا۔

مذکورہ خرابیوں کے سدِ باب کے حوالے سے آپ ﷺ نے اولاد میں امتیاز کو روا نہیں رکھا ہے[45]۔

خلاصۃ البحث

ان تمام مباحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بچوں کی نفسیات کا وافر علم عطا فرمایا تھا اور آپ ﷺ نے بچوں کی نفسیات کی جیسی رعایت رکھی ہے کوئی اور نہیں رکھ سکتا، آج کے اس مشینی دور میں اعصابی اور نفسیاتی بیماریاں جس تیزی کے ساتھ پروان چڑھ رہی ہے اور بچے مختلف نفسیاتی عارضوں کا شکار ہورہے ہیں اگر ہم آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی تعلیمات کو اپنالیں تو ان مختلف عارضوں سے بچوں کی حفاظت ممکن ہوسکے گی اور ہمیں مستقبل میں ایسی نوجواں نسل ملے گی جو ذہنی طور پر بھی توانا اور تندرست ہوگی۔

حواشی وحوالہ جات

---

[1]. نقوی، ضامن نقوی، فلسفہ نفس، ص6، ہندوستانی اکیڈیمی، 1932ء

[2]۔ کیرانوی، وحید الزماں قاسمی، القاموس الوحید، ص1684 ج2، ادارہ اسلامیات لاہور، 2001ء۔

[3]۔ جماعت علماء، ڈاکٹر عمارہ یوسف، صائمہ ندیم، ٹی۔ایم یوسف، نفسیات کے اساسی نظریات، ص2، علمی کتب خانہ لاہور، 2105۔

[4] - Group, Richard JGerig, Philip G Zimbardo, Psychology and Life, p/2, Sixteenth Edition, Allyn and Bacon,2002.

[5]۔ اڈلر، الفرڈ اڈلر، what life should mean to you، مترجم، سید محمد حسین جعفری، ص13، اعظم اسٹیم پریس حیدر آباد دکن انڈیا۔

6۔عثمانی، ڈاکٹر عمران اشرف عثمانی، اولاد کی تربیت میں والدین کا کردار، ص5، بیت العلوم، لاہور، سن اشاعت ندارد۔

7۔زیدی، ساجدہ زیدی، شخصیت کے نظریات، ص211، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی، 1999۔

8۔امام بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل (ف256ھ)، الجامع الصحیح، ج2، ص100، دار طوق النجاۃ بیروت، 2001ء۔

9۔آپ کی کنیت ابو محمد ہے، نبی کریم ﷺ کے بڑے نواسے ہیں۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت محمد ﷺ ہیں جو جنت میں عورتوں کی سردارنی ہیں اور آپؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ صورت میں آپ ﷺ کے مشابہ تھے۔ ان کا نام حسن آپ ﷺ نے رکھا تھا۔ 15 رمضان المبارک 3 ہجری کو پیدا ہوئے تھے۔ مدینہ منورہ 49ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ابن اثیر، اسد الغابہ، ج2، ص13۔

10۔بخاری، الجامع الصحیح، ج7، ص159۔

11۔نور، محمد نور، تربیت اولاد کا نبوی انداز اور اس کے زریں اصول، ص200، دار القلم لاہور، 2009۔

12۔بخاری، الجامع الصحیح، ج1، ص109۔

13۔حضرت زینب کی صاحبزادی اور آپ ﷺ کی نواسی تھی۔ 66 ہجری میں وفات ہوئی۔ ابن حجر، الاصابہ، ج8، ص24۔

14۔آپ کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ اسلام ہی میں ہوش سنبھالا اور اپنے والد کی معیت میں ہجرت کی۔ بدر اور احد میں کم سنی کی وجہ سے شریک نہ ہوئے باقی تمام غزوات میں شریک رہیں۔ نبی کریم ﷺ نے آپؓ کو رجل صالح سے یاد کیا ہیں۔ فقیہ اور کثیر الروایہ صحابی ہی۔ 73 ہجری کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ ابن حجر، الاصابہ فی تمیز الصحابۃ، ج4، ص181۔

15۔امام ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ (ف279ھ)، السنن، ج5، ص151، مصطفی البابی الحلبی، مصر، 1975ء۔

16۔بخاری، الجامع الصحیح، ج1، ص54۔

17۔تربیتِ اولاد کا نبوی انداز اور اس کے زریں اصول، ص203۔

18۔آپ حضرت جعفر کے بیٹے اور حضرت علیؓ کے بھتیجے تھے۔ حبشہ میں پیدا ہوئے تھے۔ 80 ہجری میں مدینہ میں وفات پائی۔ قرطبیؒ، الاستیعاب، ج3، ص880۔

19۔مسلم، مسلم بن الحجاج ابوالحسن القشیري (المتوفی 261ھ)، الجامع الصحیح ج4، ص1885، دار احیاء التراث العربي۔ بیروت، 1954ء۔

20۔ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، (ف273ھ)، السنن، ج2، ص1220، دار احیاء الکتب العربیۃ بیروت، 2009ء۔

21۔مسلم، الجامع الصحیح، ج4، ص1814۔

22۔تربیتِ اولاد کا نبوی انداز اور اس کے زریں اصول، ص، 423۔

23۔آپ مکہ معظمہ میں 9 سال قبل ہجری 613ء کو پیدا ہوئی۔ فقیہ، عالمہ اور فاضلہ صحابیہ ہیں۔ اکابر صحابہ آپؓ سے میراث کے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ 2 ہجری کو رسول اللہ ﷺ سے ان کی شادی ہوگئی۔ آپؓ سے 2210 احادیث کی روایت کی گئی ہیں۔ آپ نے 57 ہجری کو وفات پائی۔ ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج4، ص108۔

24۔بخاری، الجامع الصحیح، ج8، ص7۔

25۔امام حنبل، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل، مسند احمد(ف، 241ھ)، ج19، ص185۔ مؤسسۃ الرسالۃ، 1421ھ/2001ء۔

26۔آپ انصاری صحابی ہے۔ عقبہ ثانیہ میں بیعت کی تھی۔ آپؓ سے منقول روایات پندرہ سو سے زائد ہے۔ 68یا78 ہجری میں وفات پائی۔ ابن حجر، الاصابہ، ج1، ص547۔

27۔آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، نبی کریم ﷺ کے نواسے ہیں۔ پیدائش شعبان 4ہجری کو ہوئی، جب یہ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے کان میں اذان دی۔ اور10 محرم الحرام 61ہجری کو کربلا کے واقعہ میں شہید ہوئے۔ ابن اثیر، اسد الغابہ، ج2، ص24

28۔آپ خزرجی انصاری صحابی ہیں۔ خادم رسول اللہ ﷺ تھے۔ مرویات کی تعداد2286ہیں۔ مدینہ منورہ میں10ہجری کو پیدا ہوئے۔ بچپن میں اسلام قبول کیا اور بنی کریم ﷺ کی وفات تک ان کی خدمت کرتے رہے۔ دمشق اور بصرہ میں رہائش پذیر رہے۔ بصرہ میں93ہجری کو وفات پائی۔ ابن الاثیر، اسد الغابۃ، ج1، ص294۔

29۔ترمذی، السنن، ج3، ص426۔

30۔بخاری، محمد بن اسماعیل(المتوفی:256ھ)الادب المفرد، ج1، ص208، دارالبشائرالاسلامیۃ بیروت، 1989ء۔

31۔مسلم، الجامع الصحیح، ج2، ص1000۔

32۔آپ3ہجری کو پیدا ہوئے۔ حضور ﷺ کے چچازاد بھائی اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ حبرالامۃ اور ترجمان القرآن جیسے القاب سے نوازے گئے۔ طائف میں سکونت پذیر تھے۔ اور وہیں68ہجری کو وفات پائی۔ ابن الاثیر، اسد الغابۃ ج3، ص291۔

33۔جمعہ، احمد خلیل جمعہ، اولاد کی تربیت قرآن وحدیث کی روشنی میں، ص351، بیت العلوم، 2003۔

34۔تربیتِ اولاد کا نبوی انداز اور اس کے زریں اصول، ص، 210۔

35۔ایضا، ص204ء۔

36۔اولاد کی تربیت قرآن وحدیث کی روشنی میں، ص352۔

37۔القرآن الکریم، النحل: 59/58۔

38۔القرآن الکریم، الشوریٰ50/49۔

39۔مسلم، الجامع الصحیح، ج4، ص2027۔

40۔بخاری، الجامع الصحیح، ج2، ص110۔

41۔امام ابوداود، ابوداود سلیمان بن الاشعث(ف275ھ)، السنن، ج4، ص337، میر محمد کتب خانہ کراچی، 1949ء۔

42۔ابوعبدالرحمان، شبیر، تہذیب الاطفال، ص30، نور اسلام اکیڈمی لاہور، 2005۔

43۔آپ بشیرؓ بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس ہے، کنیت ابو نعمان ہے۔ بیعت عقبہ ثانیہ اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ بنو سقیفہ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ سے انصار میں سب سے پہلے ان ہی نے بیعت کی۔ 12 ہجری میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ جنگ یمامہ سے لوٹتے ہوئے شہید ہوئے۔ ابن اثیر، اسد الغابہ، ج1، ص231۔

44۔ابو داود، السنن، ج3، ص293۔

45۔نعمانی، مولانا منظور احمد نعمانی، معارف الحدیث، ج6، ص278، دار الاشاعت کراچی، 2007۔